مولانا مفتی رب نواز حفظہ اللہ [مدیر اعلیٰ: مجلّہ الفتحیہ،احمد پور شرقیہ]

ترکِ رفع یدین کو قسمیں اُٹھا کر غیر ثابت کہنے والے غیر مقلد خطیبوں: یوسف پسروری اور سبطین شاہ کو منہ توڑ جواب

غیر مقلدین کا ترکِ رفع یدین کی حدیث کو ثابت مان کر ترک کی تائید کرنا اور اس پہ عمل پیرا ہونا

حدیثوں کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر اونچ نیچ، سجدوں میں اور بوقت رکوع رفع یدین کرنا ثابت ہے مگر بعد میں ان سب مقامات کے رفع یدین کو چھوڑ دیا تھا صرف شروع والا رفع یدین اختیار فرمایا۔ترک رفع یدین پر لکھی گئی کتب میں ایسی حدیثوں کو جمع کر دیا گیا ہے جن سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف شروع میں رفع یدین کیا، پھر نہیں کیا۔دیکھئے درج ذیل کتب:

۱۔نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح،تالیف حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ ڈیروی رحمہ اللہ۔

۲۔جز ترک رفع یدین مؤلفہ حضرت مولانا عبد الغفار ذہبی رحمہ اللہ۔

۳۔تسکین العینین فی ترک رفع الیدین تالیف: مولانا نیاز احمد اوکاڑوی حفظہ اللہ۔

ہم اپنے اس مختصر مضمون میں ترک رفع یدین کی حدیثوں کا استیعاب نہیں کر سکتے۔اس لیے صرف ایک حدیث درج کر کے اس کی تصحیح غیر مقلدین کی زبانی نقل کریں گے۔پھر مزید یہ کہ غیر مقلدین کی طرف سے ترک رفع یدین کی تائید اور اُن کا اس پر عمل پیرا ہونا خود اُن کی اپنی تحریروں سے ثابت کریں گے ان شاء اللہ۔اُمید ہے کہ غیر مقلدین کے یہ حوالہ جات یوسف پسروری اور سبطین شاہ وغیرہ غیر مقلد خطیبوں کی قسموں کو بے حیثیت اور فضول ظاہر کے لیے کافی ہیں۔یوسف پسروری اور سبطین شاہ میں اگر ہمت ہے تو ہمارے اس مضمون کا جواب لکھیں۔

حدیثِ نبوی:

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّۃٍ ۔(سنن ترمذی:۱/۵۹،دوسرا نسخہ:۱/۳۵)

ترجمہ: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز پڑھاؤں؟ پھر انہوں نے نماز پڑھی اور پہلی مرتبہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا۔

حدیث ابن مسعود کے صحیح ہونے پر ابن حزم اور غیر مقلدین کے حوالے

اس حدیث کو بہت سے محدثین نے صحیح قرار دیا مگر ہم ''**والفضل ما شهدت به الاعداء**، فضیلت تو وہی ہے جس کی مخالف بھی گواہی دے'' کے پیش نظر غیر مقلدین کے حوالہ جات نقل کرتے ہیں۔ ان حوالہ جات سے پہلے علامہ ابن حزم ظاہری کا حوالہ بھی اس وجہ سے نقل کر دیتے ہیں کہ غیر مقلدین نے انہیں اپنا ''غیر مقلد'' لکھا ہوا ہے۔ **وباالله التوفيق** ۔

(۱)-علامہ ابن حزم ظاہری اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

''**اِنَّ هٰذَا الْخَبَرَ صَحِيْحٌ** ، بلاشبہ یہ حدیث صحیح ہے''(**المحلی**:۴ر۸۸)

چوں کہ اُن کے نزدیک ترک رفع یدین کی حدیث صحیح ہے اس لیے ترک رفع یدین والی نماز کو انہوں نے ''نماز ِنبوی'' قرار دیا۔ان کے الفاظ یہ ہیں:

''**اِنْ لَّمْ يَرْفَعْ فَقَدْ صَلَّيْنَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي** ،اگر ہم رفع یدین نہ کریں تو یقیناً ہم نے ایسی نماز پڑھی جیسی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔

(**المحلی**:۳ر۲۳۵)

ابن حزم کو عام لوگ ظاہری کہتے ہیں مگر غیر مقلدین انہیں اپنا ہم مذہب کہتے ہیں۔حافظ زبیر علی زئی نے انہیں ''غیر مقلد'' لکھا ہے۔(مقالات:۲ر۲۴۵)

(۲)-محمد ناصر الدین البانی غیر مقلد نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا:

''**وَالْحَقُّ اَنَّهٗ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَّ لَمْ نَجِدْ لِمَنْ اَعَلَّهٗ حُجَّةً يَّصْلُحُ التَّعَلُّقُ بِهَا وَرُدَّ الْحَدِيْثُ مِنْ اَجَلِهَا** ۔''(تحقیق مشکوۃ المصابیح:۱ر۲۵۴)

ترجمہ:اور حق بات یہی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور جن لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے ہمیں ان کی کوئی ایسی دلیل نہیں ملی جس سے استدلال درست ہو اور اس کی وجہ سے حدیث کو رد کیا جا سکے۔

(۳)-علامہ احمد شاکر غیر مقلد اِس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

''**هُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ** ،یہ حدیث صحیح ہے اور اسے ترمذی نے حسن قرار دیا ہے۔(حاشیہ محلی ابن حزم:۴ر۸۷)

علامہ احمد شاکر دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

''هٰذَا الْحَدِيْثُ صَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ وَّغَيْرُهُ مِنَ الْحُفَّاظِ وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَمَا قَالُوْهُ فِيْ تَعْلِيْلِهٖ لَيْسَ بِعِلَّةٍ۔'' (شرح ترمذی:۳/۳۵)

ترجمہ: اس حدیث کو ابن حزم وغیرہ حفاظ حدیث نے صحیح کہا اور واقعۃً یہ حدیث صحیح ہے اور لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف بنانے کے لیے جو کچھ کہا وہ ضعف کی دلیل نہیں ہے۔

حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد کی زیر ادارت نکلنے والے رسالہ ''الحدیث'' میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ترک رفع یدین کی حدیث کے بارے میں لکھا ہے:

''امام ابن حزم رحمہ اللہ، علامہ البانی رحمہ اللہ، علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ نے اس کی تصحیح یا تحسین کی ہے۔'' (مقالات الحدیث:۴۶۵)

علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''شیخ احمد شاکر اور البانی وغیرھما کا صحیح قرار دینا.'' (توضیح الاحکام:۲/۸۱)

مذکورہ عبارتیں نقل کرنے کی غرض یہ بتانا ہے کہ علی زئی کو بھی معلوم تھا کہ ابن حزم، البانی اور احمد شاکر نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو صحیح کہا ہے۔

البانی اور احمد شاکر نے نہ صرف یہ کہ ترک رفع یدین کی حدیث ابن مسعود کو صحیح تسلیم کیا بلکہ اس سے بڑھ کر یوں بھی لکھ دیا کہ جن لوگوں نے اس حدیث کے ضعیف ہونے کا دعویٰ کیا ہے اُن کے پاس ضعف کی ایک بھی دلیل نہیں۔ یاد رہے کہ غیر مقلدین نے اپنی کتابوں میں اعتراف کیا ہوا ہے کہ جرح وہی معتبر ہوتی ہے جو مفسر اور مبین السبب ہو، لہٰذا جو لوگ اس حدیث کے ضعیف ہونے کا دعوی رکھتے ہیں اُن سے ہمارا مطالبہ ہے کہ اس حدیث کی سند پر جرح مفسر، مبین السبب پیش کریں۔

(۴)-محمد خلیل ہراس غیر مقلد اِس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

''هُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ حَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ یہ حدیث صحیح ہے، ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔''

(حاشیہ محلی ابن حزم:۲/۲۹۲)

(۶،۵)-شعیب ارناؤط غیر مقلد اور زہیر الشاویش غیر مقلد اِس حدیث کے متعلق کہتے ہیں:

''حَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَ صَحَّحَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْحُفَّاظِ وَمَا قَالُوْهُ فِيْ تَعْلِيْلِهٖ لَيْسَ بِعِلَّةٍ۔

امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور بے شمار حفاظ حدیث نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور جو بعض

لوگوں نے اس حدیث میں علتیں نکالی ہیں وہ غلط ہیں کیوں کہ اس میں کوئی بھی علت نہیں۔"

(شرح السنۃ: ۲۴/۳، بحوالہ نور الصباح: ۹۲/۱)

(۷)-ابوعبدالرحمٰن محمد عبداللہ پنجابی غیر مقلد کہتے ہیں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ سے رفع یدین چھوڑنے کی روایت صحیح ہے مصلہ۔(عقیدہ محمدیہ: ۶۱۱/۲، بحوالہ نور الصباح: ۹۴/۱)

(۸)-شیخ عبدالمحسن العباد غیر مقلد اِس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

" وَاِسْنَادُ هٰذَا الْحَدِيْثِ مُسْتَقِيْمٌ ... فَيَكُوْنَ الْحَدِيْثُ حَسَنًا "اور اس حدیث کی سند صحیح ہے، پس یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔(**شرح ابی داؤد للعباد**: ۲۵۴/۱، بحوالہ تسکین العینین: ۲۷۴)

(۹)-عقیل احمد بن حبیب اللہ غیر مقلد (فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ) اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

"اس کی سند صحیح ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن اور ابن حزم نے صحیح کہا ہے ...شیخ البانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ثابت ہے اس کی سند میں کوئی کلام نہیں ہے۔"

(تخریج و تعلیق حدیث نماز: ۲۳۱ طبع سلفی دارالاشاعت دہلی)

(۱۰)-حافظ عمران ایوب غیر مقلد نے پہلے علامہ ابن حزم ظاہری سے نقل کیا: "یہ خبر صحیح ہے۔" پھر اپنی طرف سے لکھا:

"حدیث صحیح ہے۔" (فقہ الحدیث: ۳۹۹/۱)

لاہوری صاحب نے اس مقام پر حاشیہ میں لکھا:

"شیخ احمد شاکرؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[التعلیق الترمذی (۴۱/۲) شیخ شعیب ارنؤوط، شیخ عبدالقادر ارنؤوط اور زھیر شاویش وغیرہ نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔[التعلیق علی شرح السنۃ (۲۴/۳)"

(حاشیہ: فقہ الحدیث: ۳۹۹/۱)

(۱۱)-غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی کہتے ہیں:

"علمائے حقانی پر پوشیدہ نہیں کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع یدین کرنے میں لڑنا جھگڑنا تعصب سے خالی نہیں ہے کیوں کہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں۔" (فتاویٰ نذیریہ: ۴۴۱/۱)

آگے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر بحث کرتے ہوئے لکھا:

"ابن حزم نے اس حدیث کو صحیح کہا اور ترمذی نے حسن۔ قصہ مختصر رفع یدین کا ثبوت اور عدم ثبوت دونوں مروی ہیں۔" (فتاویٰ نذیریہ: ۴۴۴/۱...فتاویٰ علمائے حدیث: ۱۶۰/۳)

غیر مقلدین کی زبانی میاں صاحب کا مقام ملاحظہ فرماتے چلیں:

’’شیخ الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کا ثانی متاخرین محدثین میں اب تک کوئی نہیں پیدا ہوا۔‘‘ (فتاویٰ علمائے حدیث:۲۳۶/۳)

(۱۲،۱۳)-مذکورہ بالا فتویٰ میاں صاحب کا تحریر کردہ ہے۔اس پر محمد عبد القادر اور محمد اسماعیل نامی دو شخصوں کے دستخط بھی ہیں۔

(۱۴)-غرباء اہلِ حدیث کے ’’امام‘‘ عبد الستار لکھتے ہیں:

’’اہلِ حدیث کے نزدیک تو صحاح ستہ کی کل احادیث اپنے اپنے موقع پر قابل عمل و لائق تسلیم ہیں۔‘‘ (فتاویٰ ستاریہ:۵۷/۲)

فتاویٰ ستاریہ کی مذکورہ عبارت حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد نے بھی نقل کی ہے۔(علمی مقالات:۲۸۰/۲)

(۱۵)-صحیفہ اہلِ حدیث میں لکھا ہے:

’’کتبِ صحاح ستہ اسلام کے دفاتر اور اصول ہیں۔شرق و غرب نے ان کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔‘‘ (صحیفہ اہل حدیث دہلی:۱۳۵۵ھ ذیقعدہ،صفحہ:۳۱)

ترک رفع یدین کی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحاح ستہ میں سے نسائی،ابوداؤد اور ترمذی میں موجود ہے جب کہ ابوداؤد:۱۰۹/۱ میں ترک رفع یدین کی سیدنا براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بھی ہے اور غرباء اہلِ حدیث کے امام مولانا عبد الستار کے نزدیک صحاح ستہ کی سب حدیثیں صحیح اور قابل عمل ہیں۔

اسی طرح صحیفہ اہلِ حدیث کی تصریح کے مطابق صحاح ستہ کی حدیثوں کے صحیح ہونے پر مشرق اور مغرب کے محدثین کا اتفاق ہے۔

(۱۶)-غیر مقلدین کے ترجمہ وتخریج سے شائع ہونے والی نسائی میں ترک رفع یدین کی حدیث ابن مسعود کے بارے میں ’’صحیح‘‘ لکھا ہے۔(نسائی مترجم،حدیث:۱۰۲۷،**باب ترک ذلک**:۶۳۹...اشراف مراجع،تقدیم عبد الرحمٰن بن عبد الجبار الفریوائی،مکتبہ بیت السلام)

ترک رفع یدین کی تائید غیر مقلدین کے قلم سے

(۱)-ابوشاکر اللہ عبد الرحیم بن طالب جان صاحب غیر مقلد (مہمند ایجنسی) لکھتے ہیں:

’’رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں صحیح ہے کیوں کہ یہ حق ہے یعنی رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل ہے۔‘‘ (**تنبیہ الغافلین**:۱۹،ناشر:ایوب مکتبہ پشاور،بحوالہ دوماہی ترجمان

پشاور جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ)

(۲)۔غیر مقلدین کے امام علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

''ابو حنیفہؒ نے جو روایت کی وہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پھر ہاتھ اُٹھائے مگر شروع میں اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رفع یدین مستحب نہیں ہے بلکہ صرف اس قدر نکلتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی اس کو ترک کیا اور مستحب وہی کام ہوتا ہے جس کو کبھی آپؐ نے کیا، کبھی ترک کیا۔ کیوں کہ اگر ہمیشہ آپؐ اس کو کرتے اور کبھی ترک منقول نہ ہوتا تو رفع یدین واجب ہو جاتا...امام طحاویؒ علماءِ حنفیہ میں سے اس مطلب کو سمجھ گئے اور انہوں نے حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث سے استدلال کیا عدمِ وجوب رفع پر اور یہ استدلال صحیح ہے اور اہلِ حدیث رفع یدین کے استحباب کے قائل ہیں۔''

(رفع العجاجة عن سنن ابن ماجة:۱/۴۳۷)

علامہ وحید الزمان دوسری مقام پر لکھتے ہیں:

''بھلا رفع یدین کرنا یا نہ کرنا، آمین پکار کر یا آہستہ کہنا، ہاتھ زیرِ ناف یا سینے پر باندھنا یہ بھی ایسی چیزیں ہیں جن کے لیے مسلمان سے فتنہ وفساد اور ان کی عزت اور جان پر صدمہ پہنچایا جاوے۔ ارے احمق! ذرا تم غور کرو یہ تو سب طرح ہماری شریعت میں جائز ہے اور ہر ایک طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ پھر کیا تم سنت نبوی پر عمل کرنے والوں کو مارنا چاہتے ہو۔''(رفع العجاجة :۲/۳۷۴)

وحید الزمان ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''شیطان کا تسلط اُس پر ہے جو مستحبات اور مندوبات اور سنن کا ادا کرنا واجب کی طرح لازم سمجھے اور نہ کرنے والے کو ملامت کرے مثلاً رفع یدین نہ کرنے والے یا آمین بالجہر نہ کہنے والے کو یا دسترخوان پر نہ کھانے والے کو یا بیعت توبہ نہ کرنے والے کو کیوں کہ یہ سب امور مستحب اور مندوب ہیں اگر کسی نے نہ کیا تو اُس پر کچھ ملامت نہیں۔'' (لغات الحدیث:۱/۶۳، جع)

وحید الزمان ہی لکھتے ہیں:

''محبت اور اتفاق اور ہمدردی کے ساتھ جو اختلاف ہو وہ ضرر نہیں کرتا جیسے صحابہ اور تابعین کا طریق تھا کوئی رفع یدین کرتا، کوئی نہ کرتا۔ کوئی آمین پکار کر کہتا، کوئی آہستہ کہتا۔ کوئی سینہ پر ہاتھ باندھتا، کوئی ناف پر۔ کوئی آٹھ رکعت تراویح پڑھتا، کوئی بیس رکعت۔ کوئی جوتے اُتار کر نماز پڑھتا، کوئی جوتے سمیت اور اس اختلاف کے ساتھ آپس میں وہ ہمدردی اور محبت تھی کہ ایک مسلمان دوسرے پر جان دیتا تھا اُس کو اپنا بھائی سمجھتا تھا۔''(لغات الحدیث:۱/۱۱۵، خل)

(۳)۔ رئیس محمد ندوی غیر مقلد نے سجدوں کے رفع یدین کے اثبات اور ترک کی احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے لکھا:

''یہ معلوم ہے کہ بعض صحابہ کی طرف منسوب روایات میں صراحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ بوقت تحریمہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے تھے مگر تحریمہ کے علاوہ نماز میں کہیں اور جگہ دوبارہ نہیں کرتے تھے۔ان روایات کے مختلف جوابات میں سے ایک جواب اہلِ علم نے یہ دیا ہے کہ بوقت رکوع رفع الیدین فرض و واجب نہیں صرف مسنون وغیر مؤکدہ سنت جس کا کبھی کبھار ترک کر دینا بلا کراہت درست و جائز ہے اس لیے آپؐ فی الواقع کبھی کبھار بوقت رکوع رفع الیدین نہیں کرتے ہوں گے جسے دیکھنے والے نے سمجھ لیا کہ یہی آپ کا ہمیشہ والا معمول ہے اور آپ ہمیشہ رکوع کے وقت رفع الیدین کے بغیر نماز پڑھنے کا اہتمام کرتے اور معمول رکھتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ بوقت رکوع رفع الیدین کی نفی والی روایات اور اثبات والی احادیث کے درمیان تطبیق کی یہ صورت سب سے زیادہ بہتر ہے جس کی بدولت نفی و اثبات والی احادیث میں سے کسی کا رد و ابطال لازم نہیں آتا اور دونوں قسم کی احادیث اپنی جگہ پر برقرار رہی ہیں۔بعینہ یہی موقف ہماری نظر میں تحریمہ و رکوع کے علاوہ نماز کے دوسرے مواقع پر رفع الیدین کے اثبات و نفی میں وارد شدہ بظاہر مختلف و متعارض احادیث کے سلسلے میں ہے اور یہی موقف ہماری نظر میں صحیح و درست ہے جس کے ذریعہ اس سلسلے میں وارد شدہ اثبات و نفی والی جملہ احادیث اپنی جگہ پر برقرار رہتی ہیں اور مردود و باطل و متروک نہیں قرار پاتیں۔'' (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح طریقۂ نماز: ۳۵۴)

ندوی صاحب نے بالآخر تسلیم کر ہی لیا کہ رکوع کے رفع یدین کو چھوڑ دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(۴)۔ کسی منکر حدیث نے طعنہ دیا:

''پھر نماز کے اندر بار بار اختلاف کی بھر مار۔کبھی نیت کبھی ہاتھ باندھنے کے متعلق علی صدرہ اور کہیں تحت السرۃ، آمین بالجہر، رفع یدین، فاتحہ خلف الامام وغیرہ۔سوال پیدا ہوتا ہے کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پچاسوں قسم کی نماز رنگ برنگ پڑھتے ہوں گے؟ ان ہی ملاؤں نے مذہب اسلام کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا ہے اور اپنی الگ الگ ٹولی، ایک اینٹ کی الگ مسجد بنا ڈالی ہے۔''

اس منکر حدیث کو جواب دیتے ہوئے مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''باقی رہا نماز کے بعض جزوی اور فروعی مسائل میں ہمارے درمیان بالکل معمولی اور ناقابل ذِکر قسم کا اختلاف تو ایسے اختلاف کا اچھالنا اور اسے پچاسوں قسم کی ''رنگ برنگ'' نماز سے تعبیر کرنا منکرین

حدیث کی فطرت کی کجی کی علامت ہے۔ دنیا کا کوئی انسان جو سمجھ بوجھ اور فطرت کی سلامت روی سے محروم نہ ہو اس بات سے انکار کی جرأت نہیں کرسکتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ نے تئیس سالہ پیغمبرانہ زندگی میں اگر گنجائش اور بیان جواز کے لیے نماز کے بعض عمل کی دو دو صورتیں اختیار کی ہوں تو یہ کوئی بعید بات نہیں بلکہ عین ممکن ہے۔ خود قرآن مجید میں قسم کے کفارے میں کی تین تین صورتیں رکھی گئی ہیں۔ کفارۂ ظہار کے لیے بھی تین صورتیں رکھی گئی ہیں۔ نماز تہجد کے لیے تین اختیاری اوقات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ حاجی کے لیے یوم النحر (دس ذی الحجہ) کے بعد منٰی میں دو دن ٹھہرنا بھی درست قرار دیا گیا ہے اور تین دن ٹھہرنا بھی۔ پس اگر ایک عمل کے لیے ایک سے زیادہ صورتوں کا جواز کوئی قابلِ اعتراض بات ہے تو قرآن کے بیان کئے ہوئے ان مسائل کی بابت کیا ارشاد ہے؟ اگر قابل اعتراض نہیں تو پھر ہماری [مسلمانوں کی (ناقل)] نماز کے ان معمولی اورنا قابلِ ذِکر اختلاف کو اُچھال کر اس پر جملہ بازی کرنا اگر فطرت کی کجی کی علامت نہیں تو پھر اسے علم و دیانت کے کس خانہ میں شمار کیا جاسکتا ہے؟۔''

(انکارِ حدیث حق یا باطل؟ صفحہ: ۹۵، تنظیم الدعوۃ الی القرآن والسنۃ راولپنڈی)

مبارک پوری صاحب نے صاف اعتراف کیا ہے کہ رفع یدین اور اس کا ترک وغیرہ کئی مسائل ہیں جن کے دونوں پہلو شریعت سے ثابت ہیں۔

مبارک صاحب کی اس عبارت کے پیشِ نظر ہم کہتے ہیں کہ جس طرح منکرین حدیث کا ان مسائل پر جملہ بازی کرنا علم و دیانت کے خلاف ہے، اسی طرح غیر مقلدین کا ان میں سے ایک پہلو کو اختیار کرکے دوسرا پہلو کے عاملین کو مخالف حدیث کہنا اس سے بھی زیادہ علم و دیانت کی خلاف ورزی ہے۔ اور قسم اُٹھا کر دوسری قسم کی حدیثوں کی نفی کرنا قبیح ترین حرکت ہے۔

(۵)۔ غیر مقلدین کی کتاب ''درس بخاری'' میں لکھا:

''یہاں یہ سوال اُٹھایا جاسکتا ہے کہ اگر تبدیلی ممکن نہیں تو پھر اختلاف کیسے ظہور پذیر ہوا۔ جو آج ہم دیکھتے ہیں۔ مسلمان مختلف مکاتیب فکر کے پیرو ہیں۔ اسی نماز ہی کو دیکھ لیں اس میں کوئی آمین بالجہر کا قائل ہے تو کوئی آہستہ آمین کہنے پر مُصر ہے۔ کسی نے حالتِ نماز میں ہاتھ سینے پر باندھ رکھے ہیں، کسی نے زیر ناف ہاتھ باندھنے ضروری قرار دے رکھا ہے اور کسی نے سرے سے باندھنے کی زحمت ہی گوارہ نہیں کی۔ کچھ ایسے ہیں کہ رفع الیدین کرتے ہیں اور کچھ دوسرے نہیں کرتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سارے کام فعل ہیں اور سنت سے ثابت ہیں... اسی طرح اذان، اقامت کے مسائل ہیں۔ ان تمام مسائل میں اختلاف جواز کا نہیں بلکہ اختیار کا ہے اور دونوں طرح جائز ہے کوئی اِس طرح کرے اور کوئی اُس طرح کرے۔'' (درس

بخاری، صفحہ:۸۱/افادات مولانا محمد گوندلوی، مرتبہ منیر احمد السّلفی، ناشر اسلامک پبلیشنگ ہاؤس قذافی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

(٦)-مولانا محمد گوندلوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اگر اہلِ حدیث بوجہ تحقیق رفع الیدین نہ کرے اور آمین بالجہر نہ کہے یا فاتحہ خلف الامام میں تشدد نہ کرے تو بھی اہلِ حدیث ہی رہتا ہے۔'' (الاصلاح:۱۳۲/طبع دوم جنوری/۲۰۱۱ء، ام القری پبلی کیشنز)

غیر مقلدین کے ہاں ''اہلِ حدیث'' کا مطلب حدیث پر عمل کرنے والا ہے۔لہٰذا رفع یدین نہ کرنے، آہستہ آمین کہنے اور فاتحہ نہ پڑھنے کی صورت میں بھی انسان حدیث پر عامل ہے۔

گوندلوی صاحب لکھتے ہیں:

''اس [نماز (ناقل)] کے محسوس حصہ میں کچھ اختلاف بھی ہے مثلاً ہاتھ باندھنے اور چھوڑنے اور رفع یدین کرنے اور نہ کرنے، آمین بالجہر کہنے اور آہستہ کہنے اور ہاتھ زیر ناف باندھنے یا اوپر باندھنے، مگر یہ سب امور سب کے نزدیک سنت کا درجہ رکھتے ہیں۔اس لیے ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح سے نماز پڑھی ہو۔جس طرح کسی نے دیکھا اور آگے جا کر نماز پڑھی، پھر اس کو دیکھنے والوں سے اسی طرح طریقہ چلا آیا، یہاں تک یہ زمانہ آیا۔اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ نے صرف ہاتھ باندھ کر نماز پڑھی ہو، مگر دیکھنے والوں میں سے بعض نے سنت سمجھ کر غفلت کی بناء پر چھوڑ دیا ہو، پھر وہاں سے سلسلہ چل کر اس زمانہ میں پہنچ گیا ہو۔یہی حال دوسرے امور اختلافیہ کا ہے۔'' (دوام حدیث:۲/۲۸۰)

گوندلوی صاحب کی تصریح کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح سے نماز پڑھی رفع یدین کے ساتھ اور ترک رفع یدین کے ساتھ بھی۔

(٧)-حافظ صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں:

''صرف نماز کا اختلاف ہی دیکھ لیجئے۔ہاتھ باندھنے کی صورت میں: سینے پہ باندھے جائیں یا ناف کے نیچے یا چھوڑ کر نماز پڑھی جائے؟ رفع الیدین کیا جائے یا نہ کیا جائے؟ اعتدال ارکان ضروری ہے یا نہیں کسی کے نزدیک ضروری ہے، کسی کے نزدیک نہیں۔خلف الامام سورۃ فاتحہ پڑھنی ہے یا نہیں؟ ایک کے نزدیک فرض ہے، جب کہ دوسروں کے نزدیک غیر ضروری۔اسی طرح مرد اور عورت کی نماز کا مسئلہ ہے ایک فریق ان کے طریقہ نماز میں فرق کا قائل ہے جب کہ دوسرا فریق سوائے دو تین باتوں کے ارکان نماز ادا کرنے میں کسی فرق کا قائل نہیں...اگر نماز کا اثبات صرف عملی تواتر سے ہوتا تو طریقہ نماز میں یہ اختلاف قطعاً نہیں ہوتا۔فریقین دلائل کا انبار اور کتابوں کا ڈھیر جمع نہ کرتے۔پھر تو ان کی صرف ایک ہی دلیل ہوتی کہ نماز

کا فلاں عمل یا فلاں طریقہ نسل در نسل، جیلا بعد جیل، اسی تواتر سے نقل ہوتا آرہا۔'' (فتنہ غامدیت، ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ:۶۷)

اس عبارت میں ''فریقین دلائل کا انبار'' پہ نگاہ رہے۔اس میں اعتراف ہے کہ ترکِ رفع یدین والے فریق کے پاس دلائل کا انبار ہے۔

(۸)-مولانا نور حسین گرجاکھی غیر مقلد نے نسائی:۱۵۹، بیہقی:۲/۷۸، ابوداؤد صفحہ:۱۱۶، کنز العمال:۴/۲۱۱ اور حازمی صفحہ:۸۵/ سے حدیث نقل کی پھر یوں تبصرہ کیا:

''اس حدیث سے نماز کی ابتدائی حالت معلوم ہوگئی کہ شروع [زمانہ کی (ناقل)] نماز میں رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت تھا اور رکوع میں تطبیق تھی۔اس حدیث پر عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے بعض اصحاب کا عمل رہا۔اب اس کے بعد جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تطبیق کو منسوخ فرما کر گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم صادر فرمایا اور بحکم خدا تعالیٰ رکوع جانے اور سر اُٹھانے کے وقت رفع یدین کرنا شروع کیا تو... جن کو حکم ثانی نہ پہنچا وہ ابتدائی دونوں حکموں پر تا زندگی خود بھی عامل رہے اور یہی تعلیم دوسروں کو بھی دیتے رہے جیسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔'' (**قرۃ العینین**:۹۵)

گرجاکھی صاحب کے بقول شروع زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کا رفع یدین نہیں کرتے تھے۔لہٰذا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر کبھی رکوع کا رفع یدین نہیں چھوڑا'' دعویٰ کرنا غلط ہوا، پھر اسی دعویٰ کو حلفیہ بیان کرنا مزید جسارت ہے۔

(۹)-مولانا ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد نے ترمذی والی حدیث ابن مسعود کے جواب میں لکھا:

''اس کا جواب یہ ہے کہ ابن مسعودؓ کی حدیث سے نسخ ہونا ثابت نہیں ہوتا، اس لیے کہ ممکن ہے ابن مسعودؓ کے نزدیک جیسا کہ ہمارا مذہب ہے رفع یدین ایک مستحب عمل امر ہو جس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے پر نماز کی صحت میں کوئی خلل نہیں آتا۔'' (اہلِ حدیث کا مذہب:۷۳)

یہ عبارت ''فتاویٰ علمائے حدیث:۳/۱۵۴، مکتبہ اصحاب الحدیث'' میں بھی درج ہے۔

امرتسری صاحب آگے لکھتے ہیں:

''اگر اس قسم کی روایات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہوں کہ حضورؐ نے سوائے اول دفعہ رفع یدین نہیں کی تو بھی نسخ نہیں ہوسکتا۔کیوں کہ سنت خاص کر مستحب امر کے لیے تو دوام فعل ضروری نہیں۔دوام تو موجب وجوب ہے۔سنت یا مستحب تو وہی ہوتا ہے کہ **فعل مرۃ و ترک اخری** (کبھی کیا ہو، اور کبھی چھوڑا ہو) جس کو اہلِ معقول کی اصطلاح میں مطلقہ عامہ کہنا چاہیے اور یہ تو ظاہر ہے کہ

مطلقہ عامہ کی نقیض مطلقہ عامہ نہیں ہوتا فافھم ۔‘‘(اہلِ حدیث کا مذہب:۷۴)

مذکورہ عبارت ’’فتاویٰ علمائے حدیث:۱۵۵/۳،مکتبہ اصحاب الحدیث‘‘ میں بھی ہے۔

(۱۰)-غیر مقلدین کی طرف سے شائع شدہ نسائی مترجم میں سیدنا عبد اللہ ابن مبارک والی سند سے مروی حدیث ابن مسعود کی بابت ’’صحیح‘‘ لکھا ہے۔اور پھر ’’فائدہ‘‘ عنوان قائم کر کے لکھا:

’’ایسا ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع الیدین نہ کرتے رہے ہوں، کیوں (کہ) یہ فرض وواجب تو ہے نہیں، اس لیے ممکن ہے بیان جواز کے لیے کبھی آپ نے رفع الیدین نہ کیا ہو، اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسی حالت میں آپ کو دیکھا ہو۔‘‘

(نسائی مترجم:۶۳۹/۱ حدیث:۱۰۲۷...اشراف،مراجعہ اور تقدیم عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی)

(۱۱)-غیر مقلدین کے فتاویٰ میں لکھا ہے:

’’حافظ ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ قنوت کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔اور یہ اختلاف ‘اختلاف مباح سے ہے اس کے کرنے والے اور نہ کرنے والے پر کوئی ملامت نہیں ہے جیسے نماز میں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا اور مانند اختلاف تشہد اور اذان اور اقامت کے اَور مانند اختلاف حج کے جو افراد اور قران اور تمتع ہے۔ سلف صالحین نے دونوں طرح کیا ہے۔اور دونوں فعل ان میں مشہور اور معروف تھے۔بعض سلف صالحین نماز جنازہ میں قراءت پڑھتے تھے اور بعض نہیں پڑھتے تھے جیسے کہ بسم اللہ کو نماز میں کبھی اونچی پڑھتے اور کبھی آہستہ دعاء افتتاح پڑھتے، کبھی رفع یدین رکوع کو جاتے اور اُٹھتے اور تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تینوں وقت کرتے، کبھی نہ کرتے۔کبھی دونوں طرف سلام پھیرتے، کبھی ایک طرف۔کبھی امام کے پیچھے قراءت پڑھتے، کبھی نہ پڑھتے۔اور نماز جنازہ میں کبھی سات تکبیریں کہتے، کبھی پانچ، کبھی چار۔سلف صالحین میں ہر طرح کے کرنے والے موجود تھے۔یہ سب اقسام اصحاب رضی اللہ عنہم سے ثابت ہیں۔‘‘

(حاشیہ: فتاویٰ علمائے حدیث:۱۵۲/۳،مکتبہ اصحاب الحدیث)

اس عبارت میں منجملہ باتوں کے ایک یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام اور اسلاف سے ترک رفع یدین پر عمل پیرا رہنا ثابت ہے۔

(۱۲)-مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’رفع یدین ارکان نماز میں سے نہیں، اس کا کرنا نہ کرنا برابر ہے، نماز کی صحت پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ....‘‘ (حاشیہ: اُسوۂ حسنہ ترجمہ ھدی الرسول:۹۰)

(۱۳)-قاری کفایت اللہ (غیر مقلد) نے حافظ زبیر زئی علی زئی کو خط لکھا:

''میں نے درس بخاری میں علامہ گوہر رحمٰن صاحب مرحوم (غیر مقلد) سے مسئلہ رفع الیدین میں استفادہ کیا تھا، ان کی تقریروں سے میں نے اندازہ لگایا تھا کہ رفع الیدین وعدم رفع الیدین دونوں کی حیثیت مساوی ہے۔مگر آپ کی کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ مقابلہ 70اور 30 کا ہے۔''

(اشاعۃ الحدیث،اشاعت خاص بیادحافظ زبیر علی زئی:۶۱۱،مکتبہ اسلامیہ)

گوہر صاحب سے کئے گئے استفادہ کے مطابق رفع یدین کی طرح اس کا ترک بھی ثابت ہے، حیثیت میں دونوں برابر ہیں۔عبارت کے اگلے حصہ میں تیس فی صد مان لینا بھی غنیمت ہے۔

(۱۴)-غیر مقلدین کی ایک عربی کتاب میں لکھا ہے:

''فَنَقُوْلُ اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم شَرَعَ کُلًّ مِنَ الْھَیْئَاتِ الثَّلاثِ الرَّفْعُ عِنْدَ تَکْبِیْرَۃِ الْاِحْرَامِ فَقَطْ لِحَدِیْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ کَمَا ھُوَ مَذْھَبُ الْحَنَفِیَّۃِ وَالرَّفْعُ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْہُ وَعِنْدَ الْقِیَامِ اِلٰی الرَّکْعَۃِ الثَّالِثَۃِ اَیْضًا لِحَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ کَمَا ھُوَ مَذْھَبُ الْجُمْھُوْرِ وَالرَّفْعُ عِنْدَ کُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ لِحَدِیْثِ مَالِکٍ فَالْکُلُّ سُنَّۃٌ وَلَا تَثْرِیْبَ عَلٰی مَنْ رَفَعَ اَوْ لَمْ یَرْفَعْ ۔(اَلْاِخْتِیَارَاتُ الْفِقْھِیَّۃُ مِنْ خِلَالِ کِتَابِ صَفَۃُ صَلٰوۃِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم:۳۴۴،دارابن حزم)

ترجمہ: ہم کہتے ہیں کہ بلا شبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں حالتوں میں سے ہر ایک کو مشروع فرمایا: رفع یدین فقط تکبیرۃ تحریمہ کے وقت،حدیث ابن مسعود کی وجہ سے جیسا کہ وہ حنفیہ کا مذہب ہے۔اور رفع یدین رکوع کے وقت اور اس سے اُٹھتے ہوئے اور تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت، حدیث ابن عمر کی وجہ سے جیسا کہ یہ جمہور کا مذہب ہے۔اور رفع یدین ہر جھکنے اور اُٹھنے کے وقت حدیث مالک کی وجہ سے۔پس یہ سب طریقے سنت ہیں، لہٰذا اس پر کوئی الزام نہیں جو رفع یدین کرے یا نہ کرے۔

فائدہ: مولانا شاہ اسماعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

''فلایلام تارکہ وان ترکہ مدۃ عمرہ۔''(تنویر العینین بحوالہ الروضۃ الندیۃ:۹۶)

ترجمہ: رفع یدین کے تارک کو ملامت نہیں کی جاسکتی اگر چہ ساری عمر اسے چھوڑے رکھے۔

غیر مقلدین کے ہاں مولانا شاہ اسماعیل دہلوی ''اہلِ حدیث'' شمار ہوتے ہیں۔اس پر اُن کی بیسیوں عبارتیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

غیر مقلدین کے ہاں ترک رفع یدین پر عمل

(۱)-مولانا ثناء اللہ مدنی غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’والدین کی دلجوئی کے لیے ترک رفع الیدین کی گنجائش ہے ...ہمارے بعض اسلاف تبلیغی مصلحت کے پیشِ نظر ترکِ رفع پر عامل تھے۔‘‘

(الاعتصام مئی ۱۹۹۰ء صفحہ:۹، بحوالہ حدیث اور اہلِ حدیث:۱۱۴)

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ رفع یدین کے چھوڑنے پر غیر مقلد مفتی نے محض بعض اسلاف کا عمل پیش کیا ہے۔ بعض اسلاف کی پیروی میں رفع یدین چھوڑ دینا غیر مقلدین کے ہاں اتباع کہلائے گا یا وہ اسے تقلید کا نام دیں گے؟

اس عبارت میں یہ بھی ہے کہ ترک رفع یدین پر عمل پیرا عام غیر مقلد نہیں بلکہ اُن کے اسلاف ہیں۔

(۲)-خواجہ عطاء الرحمٰن غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’مولانا خالد صاحب (گرجاکھی) نے بتایا ہے کہ والد (نور حسین گرجاکھی) صاحب نے ایک دن تہجد کی نماز میں اپنے استاد مولانا علاؤ دین صاحب کے ساتھ با جماعت ادا کی تو مولانا علاؤ دین صاحب کو تہجد میں رفع الیدین کر کے نماز پڑھتے دیکھا، حالاں کہ مولانا دن کی نمازوں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔ میں نے پوچھا تو فرمانے لگے بیٹا یہ سنت سے ثابت ہے لیکن میں دِن کو اس لیے نہیں کرتا تا کہ لوگ بدک نہ جائیں، کہنے لگے ایک دن میں اپنے استاد حضرت مولانا غلام رسولؒ صاحب قلعوی کے ساتھ اکیلا نماز پڑھ رہا تھا تو انہوں نے بھی رفع الیدین کیا۔ میں نے پوچھا تو انہوں نے فرمایا بیٹا یہ سنت رسولؐ ہے۔ ہم لوگ صرف اس لیے نہیں کرتے کہ لوگ بدک نہ جائیں اور ہماری تبلیغ میں رکاوٹ نہ ہو۔‘‘

(سوانح مولانا نور حسین گرجاکھی صفحہ:۱۲، بحوالہ حدیث اور اہلِ حدیث، صفحہ:۱۱۴)

(۳)-غیر مقلدین کے ہاں ’’امیر المجاہدین‘‘ کا لقب پانے والے فضل الٰہی وزیر آبادی ایک عرصہ تک اپنی مسلکی سنتوں راپنے امتیازی مسائل کے تارک رہے اور انہوں نے اس کا خود ہی اعتراف و اعلان کیا۔ وہ کہتے ہیں:

’’میں نے ریفرنڈم جیتنے اور شمالی سرحدی صوبہ کو پاکستان میں شامل کرنے کی غرض سے رفع الیدین، سینے پر ہاتھ باندھنے، آمین اونچی کہنا چھوڑ دیا۔ میرے متعلق کہا گیا کہ امام کی اقتداء میں فضل

الٰہی کا اگر مُنہ ہلتا ہے تو یہ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہوگا اور یہ پکا وہابی ہے لہٰذا میں نے کچھ عرصہ کے لیے فاتحہ خلف الامام بھی چھوڑ دی۔‘‘ (علمائے دیوبند اور انگریز، صفحہ:۱۵۳، بحوالہ توضیح الکلام پر ایک نظر، صفحہ:۱۴)

(۴)۔ڈاکٹر حافظ محمد زبیر غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’میں رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں اور یہی درست سمجھتا ہوں کہ رفع یدین کرنا چاہیے لیکن بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے کہ کسی حنفی مسجد میں امام مسجد موجود نہیں ہے، بعض نمازیوں نے مجھے نماز کے لئے آگے کر دیا تو اَب میں نے ان کا لحاظ کیا اور حنفی طریقے سے نماز پڑھا دی۔ یہ منہاج کی نرمی ہے۔‘‘ (آسان دین:۲۳، دار الفکر الاسلامی لاہور)

(۵)۔مولانا عنایت اللہ اثری غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’مولوی عبدالوہاب نے مجھ سے فرمایا کہ مولوی عبدالحکیم نصیر آبادی جب فلاں جگہ جاتے ہیں تو وہاں کے احناف کی خاطر رفع الیدین چھوڑ دیتے ہیں۔‘‘

(الجسر البلیغ :۲۳، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد دوم)

(۶)۔قاضی عبدالاحد خان پوری غیر مقلد کے حالات میں لکھا ہے:

’’احناف کی مساجد میں وہ آمین بالجہر اور رفع یدین بھی نہ کرتے تھے کیوں کہ اصل مقصد آپ کے سامنے توحید تھا۔ ایک دفعہ ایک طالب علم خان پور سے آیا۔ آپ نے اس سے کہا کہ اس مسجد میں آمین بالجہر نہ کہنا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین بالجہر اور رفع یدین کی وجہ سے ہجرت نہیں کی تھی بلکہ توحید کی خاطر کی تھی۔‘‘ (تذکرہ علمائے خان پور:۳۸)

مذکورہ عبارت محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد کی کتاب ’’چمنستان حدیث: ۲۱۸‘‘ میں بھی منقول ہے۔ بھٹی صاحب نے اس کی تردید نہیں کی۔ حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد کا اصول ہے کہ کوئی مصنف کسی عبارت کو نقل کر کے اس کی تردید نہ کرے تو اس کی طرف سے موافقت ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

’’حافظ ابن حجر نے حافظ ابن حزم کی مخالفت نہیں کی لہٰذا یہ اُن کی طرف سے ابن حزم کی موافقت ہے۔‘‘ (علمی مقالات:۶ر۱۳۰)

(۷)۔علی حسن خان غیر مقلد اپنے والد نواب صدیق حسن خان کے متعلق لکھتے ہیں:

’’والا جاہ مرحوم نماز پنجگانہ حنفی طریقہ پر پڑھتے تھے البتہ ان کو فاتحہ خلف الامام اور اول وقت کا خاص اہتمام مدنظر رہتا تھا۔‘‘ (مآثر صدیقی:۴ر۶۳)

علی حسن خان کی تصریح کے مطابق فاتحہ خلف الامام اور اول وقت نماز پڑھنے کے علاوہ باقی نماز نواب صاحب حنفی طریقہ کے مطابق پڑھتے تھے۔جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ وہ رکوع کا رفع یدین نہیں کرتے ہوں گے۔اس عبارت کے پیش نظر دوسرے مسائل: ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا، آہستہ آمین کہنا، سجدہ جاتے ہوئے ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھنا، جلسہ استراحت نہ کرنا اور تورک نہ کرنا وغیرہ مسائل بھی نواب صاحب کے مختار شمار ہونے چاہییں۔

مآثر صدیقی کے حوالہ کے بعد'' نزهة الخواطر '' کی عبارت بھی پڑھ لیں۔اس میں نواب صاحب کے متعلق لکھا ہے:

''العجب انه كان يصلى على طريقة الاحناف فلايرفع الايدى فى المواضع غير تكبيرة التحريمة و لا يجهر بآمين بعد الفاتحة ولايضع يده على صدره.

(نزهة الخواطر : ۱۹۱/۸بحوالہ نور الصباح:۲۲۰/۲)

ترجمہ: تعجب کی بات ہے کہ وہ احناف کے طریقہ پر نماز پڑھا کرتے تھے اس لئے تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر مقامات میں رفع یدین نہیں کرتے تھے، نہ ہی فاتحہ کے بعد آمین اونچی کہتے اور نہ ہی ہاتھ سینے پر باندھتے۔

بلکہ نواب صاحب نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے صاحب زادے شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ سے نقل کیا:

''ان آخر الامرين ترك الرفع ولا يدرى مدة الترك فيحتمل انه تركه فى ايام المرض.'' (الروضۃ الندیۃ:۹۵)

ترجمہ: دوامروں (رفع یدین کرنے اور چھوڑنے) میں سے ترک رفع یدین آخری عمل ہے، رفع یدین کے ترک کی مدت معلوم نہیں۔احتمال یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مرض الوفات میں اسے چھوڑ دیا تھا۔

(۸) مولانا عبدالغفار دہلوی غیر مقلد مسئلہ رفع یدین کے متعلق لکھتے ہیں:

'' آہ! آج بعض اہلِ حدیث بھی اس سنت کو چھوڑے بیٹھے ہیں یعنی اس طرح رفع یدین کرتے ہیں جیسے کسی کو اشارہ سے بلا رہے ہوں۔'' (رفع الیدین:۴)

☆......☆......☆......☆